رسائل و مسائل

تصوّف سے متعلق چند تصریحات

سوال :- میں دعوت الی اللہ اور اقامت دین اللہ کے کام میں آپ کا ایک خیر خواہ ہوں، اور مل کر کام کرنے کی ضرورت کا احساس رکھتا ہوں، میں آپ کی طرف سے لوگوں کے اس اعتراض کی مدافعت کرتا رہتا ہوں کہ آپ تصوّف کو نہیں مانتے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ آپ نے میرے ایک سوال کا جواب یہ دیا تھا کہ "میرے کام میں اہل تصوّف اور غیر اہل تصوّف سب کی شرکت کی ضرورت اور گنجائش ہے۔ باقی میں چونکہ صوفی نہیں ہوں، تو مکّار تو نہیں بن سکتا کہ خواہ مخواہ تصوّف کا دعویٰ کروں۔" آپ کا یہ جواب سیدھا سادا اور اچھا تھا۔ مگر قلم کی لغزش انسان سے ہو سکتی ہے۔ آپ اپنے رسالے ہدایات (صفحہ ۱۳) میں لکھتے ہیں:

"ذکر الٰہی جو زندگی کے تمام احوال میں جاری رہنا چاہیئے۔ اس کے وہ طریقے صحیح نہیں ہیں۔ جو بعد کے ادوار میں صوفیاء کے مختلف گروہوں نے خود ایجاد کیے یا دوسروں سے لیے۔" یہ چوٹ اگر آپ جمیع صوفیہ پر نہ کرتے تو آپ کی دعوت کو کیا نقصان پہنچتا۔ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو واقعی صوفیہ کا حال معلوم نہیں یا آپ صوفیہ سے نفرت ظاہر کر کے تحریک اسلامی کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں اس لیے ہاتھ دھو کر ان کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ امید ہے کہ آپ اپنی اس عبارت میں تبدیلی کر دیں گے۔"

جواب :- کسی مسئلے میں کسی شخص یا گروہ سے اختلاف کرنا یہ معنی نہیں رکھتا کہ آدمی اس شخص یا گروہ کا مخالف ہے یا اس کا دشمن ہے، یا جملہ مسائل میں اسے غلط کار سمجھتا ہے۔ آخر آپ حضرات خود

شوافع حنابلہ اور مالکیہ کی بہت سی آراء سے اختلاف کرتے ہیں اور بسا اوقات بڑے زور شور سے ان کی آراء کے خلاف استدلال کرتے ہیں۔ کیا اس کے یہ معنی لیے جائیں گے کوئی شخص حق بجانب ہوگا کہ آپ ان ائمہ ثلاثہ اور ان کے پیرو علماء کے مخالف ہیں اور ان کو قاطبۃً خطا کار قرار دیتے ہیں اور ان کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے ہیں؟

اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ آپ اپنے اس طرز فکر پر نظر ثانی فرمائیں اور اختلاف رائے کو مخالفت و عداوت اور عناد کے ساتھ خلط ملط نہ فرمائیں۔

میرا اصلی نظریہ ہے کہ اصلاح باطن اور تزکیۂ نفس کا جو طریقہ قرآن و سنّت اور عمل صحابہؓ سے ثابت ہے وہی کافی ہے اور اسی پر ہمیں اکتفا کرنا چاہیئے۔ اس سے بہتر کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے اور اس میں کمی و بیشی کرنا نہ درست ہے نہ مفید۔ اس سے ہٹ کر جو طریقے جس نے بھی ایجاد کیے ہیں یا دوسرے ادیان و ملل کے متبعین سے اخذ کیے ہیں، ان سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ اس رائے میں اگر کوئی غلطی ہے تو آپ اس پر مجھے دلائل کے ساتھ متنبہ فرمائیں۔ میں پھر اس پر غور کروں گا۔ لیکن میں اس الزام سے براءت ظاہر کرتا ہوں کہ اس اختلافِ رائے کی وجہ سے میں صوفیاء کا مخالف ہوں، یا تصوف کا دشمن ہوں، یا اہلِ تصوف کو بالکلیہ مطعون کرتا ہوں۔

سوال :۔ آپ نے تھوڑی سی بدگمانی سے کام لے کر یہ سمجھا کہ شاید میں اختلاف اور مخالفت میں فرق نہیں کرتا۔ الحمد للہ مولانا .... رح نے ہم کو ایسی تربیت دی کہ ہم دونوں میں فرق کریں۔ اصلاح باطن کے بارے میں جو کچھ آپ نے لکھا ہے بعینہٖ یہی نصیحت ہم اپنے متعلقین کو کرتے ہیں۔ ہم میں اور آپ میں شاید کوئی لفظی اختلاف ہو رہا ہے۔ مثلاً شوافع و حنابلہ سے ہم اختلاف کرتے ہیں مگر ہم یہ ہرگز نہیں کہتے کہ امام شافعیؒ کی رائے غیر صحیح یا باطل ہے۔ مزید آپ فرماتے ہیں کہ وہ طریقے صحیح نہیں ہیں جو بعد کے ادوار میں صوفیاء کے مختلف گروہوں نے ایجاد کیے یا دوسروں سے لیے ہیں ان کی کچھ مثالیں

دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ نیز یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جو شخص صحیح کے خلاف طریقے پر ہے اس کو آپ کیا فرمائیں گے؟ میں تو اس کے ساتھ صرف اختلاف نہیں بلکہ مخالفت بھی رکھتا ہوں۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ آپ ایک شخص کو صحیح کے خلاف طریقے پر بھی سمجھیں اور پھر اس کے ساتھ مخالفت بھی نہ رکھیں۔

جو طریقہ کتاب و سنت سے ہٹ کر نہ ہو بلکہ اس کی روح اور مغز تک پہنچنے کے لیے ایجاد کیا گیا ہو، اس کو غالباً آپ اپنے اصول کے مطابق اجتہاد فرمائیں گے۔ (بدعت نہیں فرمائیں گے)۔ اسے قبول کرنے نہ کرنے کا آپ کو اختیار ہے مگر اسے باطل یا غیر صحیح نہیں فرما سکتے۔ اگر فرمائیں گے تو پھر اس سے نہ صرف اختلاف ملنے ہوگا بلکہ مخالفت ضروری ہوگی۔

ان امور کے بارے میں تصریح فرما دیں تو بحث ختم ہو جائے گی

جواب:۔ پچھلے عنایت نامے کے جواب میں شاید میں اپنی بات آپ کے سامنے پوری طرح واضح نہ کر سکا اسی لیے آپ کو پھر اس سلسلے میں کچھ ارشاد فرمانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ورنہ اگر میرا مدعا آپ پر واضح ہو جاتا تو امید نہ تھی کہ یہ ضرورت محسوس ہوتی۔ میں مختصراً اپنی بات کی پھر وضاحت کرتا ہوں۔

یہ تو آپ جیسے صاحبِ علم سے مخفی نہیں ہے کہ اَلْمُجْتَھِدُ یُخْطِیُٔ وَیُصِیْبُ۔ پھر یہ بھی آپ جانتے ہیں کہ سلف سے خلف تک اہلِ علم نے نہ تو یہ طریقہ کبھی اختیار کیا ہے کہ جس کے فضل و شرف کے قائل ہوں اس کو بے خطا سمجھیں، اور نہ ہی ان کا طریقہ رہا ہے کہ جس کے اجتہاد میں کسی چیز کو غلط اور خطا سمجھیں اس کی مخالفت پر اتر آئیں اور اس کے فضل کا انکار کر دیں۔ اس کے بجائے انہوں نے جس چیز کو خطا سمجھا اسے دلیل کے ساتھ رد کیا، مگر اجتہاد کی غلطی کو کسی صاحبِ فضل کے فضل میں قادح نہیں مانا۔ وہ خطائے اجتہادی کو خطا بھی کہتے تھے اور اس سے اختلاف بھی کرتے تھے، مگر اس کے ساتھ مجتہد کا احترام بھی ملحوظ رکھتے تھے اور اس کی خطا کے سبب سے اس کے صواب پر پانی نہ پھیر دیتے تھے۔